غربت کا خاتمہ ''الٰہی اقتصادیات'' کے نظریہ کی روشنی میں

Poverty Eradication in Perspective of Divine Economics

Open Access Journal
Qtly. Noor-e-Marfat
eISSN: 2710-3463
pISSN: 2221-1659
www.nooremarfat.com
Note: All Copy Rights are Preserved.

Syed Saqib Hamdani
Ph.D. Scholar,MIU, Qum, (Iran).
Email: saqib1413@gmail.com

Dr. Syed Nisar Hussain Hamdani
Divine Economics; University of Azad Jammu & Kashmir.
Email: nisarhamdani@gmail.com

Abstract:
In modern times, where the pace of development has taken people by surprise, people are seen ending their lives because of poverty and poverty. The number of economists available to the world today is unprecedented in history, yet this problem is not being solved. How many efforts are made to eradicate poverty in different economic systems of the world. It is surprising how much it is growing.

Recently, a modern theory of economics known as Divine Economics has been developing. In the light of the theory of divine economy, man is a mixture of two things i.e. body and soul, poverty affects both of them. So, in order to avoid poverty, Divine Economics has ordered moderation and business. It suggests the governments to fulfill their responsibilities and protect the rights of the poor, support their spiritual as well as material needs. It has also been emphasizing and instructing from the production and acquisition of wealth to its proper distribution and expenditure in the society.

In this system of economics, systems such as *Zakat, Sadaqat*, Charity and *Anfaq* have been formulated for the elimination of material poverty and to eliminate spiritual poverty, it describes worship, recognition of self and human values. In this research, the two aspects of poverty, the verses and the evidences within the traditions and other evidences related to them, are to provide solutions for the eradication of poverty while living in the ideas of divine economics through library-style research.

Key words: Poverty, Material poverty, Spiritual poverty, Divine Economics

خلاصہ

عصر حاضر میں جہاں ترقی کی رفتار نے انسان کو حیرت میں ڈال رکھا ہے وہاں پر انسان غربت اور افلاس سے تنگ آکر اپنی زندگیوں کا خاتمہ کرتے ہوئے دیکھائی دیتا ہے۔ دنیا کو جتنے معاشی ماہرین آج میسر ہیں اُس کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی اس کے باوجود یہ مسئلہ حل نہیں ہو رہا ہے۔ دنیا کے مختلف نظام ہائے معیشت میں غربت کو ختم کرنے کی جس قدر کوششیں کی جاتی ہیں۔ حیرت ہے اس قدر یہ بڑھ رہی ہے۔ حال ہی میں علم اقتصاد کا ایک جدید نظریہ کا فروغ ہو رہا ہے جیسے الٰہی اقتصادیات (Divine Economics) کے نام سے جانا جاتا ہے۔ الٰہی اقتصادیات کے نظریہ کی روشنی میں انسان دو چیزوں یعنی جسم اور روح کا مرکب ہے غربت کا اثران دونوں پر پڑتا ہے۔

غربت سے بچنے کے لئے اقتصادیات الٰہی(Divine Economics) نے میانہ روی، راہ اعتدال اور کسب وکار اور حکومت کو اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے کا حکم دیا ہے اور غریبوں کے حقوق کی پاسداری، روحانی کے ساتھ ساتھ ان کی مادّی ضروریات کی کفالت پر بھی زور دیتا رہا ہے اور دولت کی پیداوار اور حصول سے لے کر معاشرے میں موزوں تقسیم اور خرچ تک کی ہدایات کرتا ہے۔ اس نظام معاشیات میں مادی غربت کے خاتمے کے لئے زکوۃ، صدقات، خیرات اور انفاق جیسا نظام کو وضع کیا ہے اور غربت روحی کو ختم کرنے کے لئے عبادات، نفس کی پہچان اور انسانی اقدار کو بیان کرتا ہے۔ اس تحقیق میں غربت کے دونوں پہلوؤں کا آیات اور روایات کے اندر موجود قرائن اور ان کے علاوہ اس سے متعلق دوسرے آثار و شواہد، کو کتابخانہ طرز تحقیق کے ذریعہ اقتصادیات الٰہی کے نظریات میں رہتے ہوئے غربت کے خاتمے کا راہ حل فراہم کرنا ہے۔

کلیدی الفاظ: غربت، مادّی غربت، روحی غربت، اقتصادیات الٰہی۔

مقدمہ

دنیا کا ہر انسان ایسی زندگی گزارنے کا انتخاب کرتا ہے۔ جس میں اقتصادی مشکلات کم سے کم ہوں بہت سارے انسان اس کوشش میں کامیاب رہتے ہیں اور بعض اس میں کامیاب نہیں ہو سکتے اور ایک ایسے مرحلہ تک پہنچ جاتے ہیں جہاں ان کو زندگی گزرانے کی بنیادی ضروریات بھی نہیں مل پاتی اور وہ معاشی طور پر اتنا کمزور ہو جاتے ہیں کہ اپنے ہی ہاتھوں سے اپنی زندگی کا خاتمہ کر دیتے ہیں، یا کہیں کوئی مجبور باپ اپنی ہی اولاد کو اپنے ہاتھوں مار دیتا ہے۔حدیث میں بیان ہوا ہے: الفقر الموت الاکبر معاشی تنگدستی بہت بڑی موت ہے۔[1] اس موت اکبر کا حل اس میں ہے کہ عصری اقتصادیات کے ساتھ ساتھ الٰہی اقتصادیات میں لوگوں کی معاشی حالت بہتر بنانے کے لئے جو اصول بیان کئے گئے ہیں ان کو جدید علم اقتصاد میں نمایاں حیثیت دینا ہوگی۔ جو دستورات بیان ہوئے ہیں ان کو سامنے رکھ کر اس مسئلہ کو حل کرنے کے دو فائدے ہوں گے ایک یہ کہ غربت و فقر کو ختم کرنے میں مدد ملے گی اور دوسرا فائدہ علم اقتصاد میں ایک نئے باب کا اضافہ ہو گا اور وہ اقتصادیات الٰہی (Divine Economics) کا باب ہوگا۔

الٰہی اقتصادیات(Divine Economics) کیا ہے؟

الٰہی اقتصادیات سے مراد علم معاشیات کا وہ نظریہ جس میں انسان کو اس کے مادّی اور روحی دونوں طرح سے تسلیم کیا جاتا ہے اس طرح مادّی وجود کے حوالے سے اس کی ضروریات کو مدّ نظر رکھتے ہوئے اس پر بحث کی جاتی ہے جیسے قیمتیں، افراط زر، اجراتیں اور آمدنی۔ روحی وجود کو بھی چونکہ الٰہی اقتصادیات میں ایک نمایاں مقام حاصل ہے لہٰذا اس کی ضرویات اور معیارات کو بھی زیر بحث لایا جاتا ہے۔ روحی معیارات مختلف قسم کی اقدار اور شکل میں معاشرے کے اندار رائج ہوتے ہیں اور لوگ ان کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور اس کی ضرورت کو احساس بھی کرتے ہیں۔ گویا مادّی اور روحی دونوں طرح کی ضروریات، مشکلات اور ان کے حل کی بحث کرنے والے علم کو الٰہی نظریہ اقتصادیات (Divine Economics) کہا جاتا ہے جسے 1999 میں باقاعدہ علمی نظریہ کے طور پر قائدِ اعظم یونیورسٹی پاکستان میں پیش کیا گیا۔[2] بعد ازاں اسے ہارورڈ یونیورسٹی، لندن سکول آف اکنامکس، آزاد کشمیر یونیورسٹی اور ہائر ایجوکیشن کمشن پاکستان کی معاونت سے فروغ حاصل ہوا۔[3]

عصری اور الٰہی نظریات میں غربت کیا ہے؟

"غربت" کئی معنی میں استعمال ہوتا ہے اس کا لغوی معنی "اَفْلاس مُحتاجی، کَسمپُرسی، مفلسی، مصیبت، پریشانی" ہے۔[4] اور اس کے معنی کو مزید سمجھنے کے لئے غُربَت کے مترادفات سے بھی مدد ملتی ہے، جیسا

کے، "تنگی، عاجزی، مُحتاجی، اَفلاس"۔[5] عربی میں غربت کے معنی "وطن سے دوری، سفر، پردیس، مسافرت۔ بے کسی کے ہیں۔ انگریزی میں غربت کے لئے Poverty یا Pauperism کا لفظ استعمال ہوتا ہے جس کا معنی کسی شخص کے پاس زندگی کی بنیادی ضروریات کا نہ ہونا۔[6]

عصری ماہرین اقتصاد اور ادارے غربت کی تعریف یوں کرتے ہیں: انسان کا بنیادی ضروریات کے شدید فقدان کی وجہ سے ایسی حالت میں آجانا کہ اس کے پاس غذا، صاف پانی، صحت کی سہولیات، رہائش اور تعلیم کا میسر نہ ہونا غربت اور افلاس کہلاتا ہے۔[7] ورلڈ بنک نے غربت کی جانچ کا جو پیمانہ مقرّر کیا ہے، اس کے مطابق ہر وہ شخص جس کی یومیہ آمدنی 2 امریکی ڈالر سے کم ہے، غریب تصوّر کیا جاتا ہے۔ دو ڈالر یومیہ آمدنی کا بنچ مارک خطِ غربت کہلاتا ہے۔[8] بزنس ڈکشنری کے مطابق غربت اس حالت کو کہتے ہیں جس میں لوگوں کو خوراک، رہائش اور لباس کی بنیادی ضروریات کی عدم دستیابی ہو۔[9]

قرآن اور حدیث میں غربت کے لئے جو لفظ استعمال ہوا ہے وہ فقر اور اس کی جمع فقراء ہے جیسے يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَنتُمُ الْفُقَرَاءُ إِلَى اللَّهِ وَاللَّهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ۔(15:35) لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ (8:59) غریب مہاجرین کے لئے (بھی) ہے جو اپنے گھروں اور جائیدادوں سے باہر نکال دیئے گئے ہیں اور دوسرے مقام پر فرمایا: لِلْفُقَرَاءِ الَّذِينَ أُحْصِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا يَسْتَطِيعُونَ ضَرْبًا فِي الْأَرْضِ۔(یہ صدقات) ان غریبوں کے لئے ہیں جو اللہ کے راستے میں روکے گئے ہیں، زمین میں سفر نہیں کر سکتے۔ (273:2) ان آیات میں فقر کے معنی وطن سے دوری، تنگدست اور نیاز مند کے آئے ہیں۔

الٰہی اقتصادیات میں غربت کا مطلب ہر وہ ضرورت جو انسان کے جسم اور روح کی بقا اور فلاح کے لئے میسر نہ ہو یا اس کو حاصل نہ کرسکے وہ شخص، معاشرہ غربت زدہ اور فقر اور مفلسی سے دوچار کہلائے گا۔

عصری اقتصاد اور الٰہی اقتصادیات کے مطابق غربت کی تعریف میں کافی حد تک اشتراک پایا جاتا ہے لیکن عصری اقتصاد میں صرف انسان کی مادّی ضروریات کو سامنے رکھ کر تعریف کی جاتی ہے اور پھر اسی اعتبار سے اس کا جائزہ لیا جاتا ہے۔ جبکہ الٰہی اقتصادیات میں انسان کی مادّی ضروریات کے ساتھ ساتھ اس کی روحانی ضروریات کو بھی بہت زیادہ اہمیت دی جاتی ہے۔ جو عصری علم اقتصاد میں شامل نہیں ہے۔

جیسے کے اوپر بیان کیا گیا انسان دو چیزوں جسم اور روح کا مرکب ہے اسی طرح غربت کو بھی دو حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے مادّی غربت اور روحانی غربت۔ انسان ایک جسمانی مخلوق ہونے کے ناطے جسمانی ضرورتوں کا حامل ہے۔ وہ زمین پر کسی خاص محدودیت کے ساتھ زندگی گزارتا ہے اس لئے انسان سب سے پہلے مادّی ضرورتوں

سے روبرو ہوتا ہے۔ مادّی ضرورتیں وہ ضرورتیں ہیں جو اگر پوری نہ ہو تو انسانی جسم کا وجود خطرے میں پڑ سکتا ہے جیسے مناسب غذا، مناسب کپڑا اور مناسب مکان حضرت رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: اولاد آدم کے لئے اس سے بہتر حق کوئی نہیں ہو سکتا کہ اس کے پاس رہنے کے لئے ایک مکان ہو اور کچھ کپڑا جس سے وہ اپنی ستر کو چھپا سکے اور کچھ روٹی اور کچھ پانی۔[10] اس حدیث کے مطابق رسول خدا ﷺ نے انسان کی چار بنیادیں ضروریات کا ذکر کیا ہیں جو ان کو ملنی چاہیے، پہلا مکان، دوسرا کپڑا، تیسرا روٹی اور چوتھا پانی، یہ اشیاء انسان کے جسم کی بقاء کی ضامن ہوتی ہیں، اگر یہ میسر نہ ہو یا ان میں کمی واقع ہو جائے تو انسان جسمانی طور پر ناتوان ہو جاتا ہے اور موت کی وادی تک جا پہنچتا ہے۔ اسلامی نقطہ نظر کے مطابق مال و دولت ہدف نہیں بلکہ ہدف تک پہنچنے کے لئے ایک وسیلہ ہیں کیونکہ اسلام انسان کی دنیوی زندگی کے ساتھ ساتھ اس کی اخروی زندگی کو بھی غربت، فقر اور مفلسی سے پاک دیکھنا چاہتا ہے اور اس کو ایک ایسا کامیاب اقتصادیات کا پروگرام دیتا ہے جس پر عمل کر کے انسان غربت و فقر سے نجات پالیتا ہے۔[11]

پانی انسان کی بنیادی ضرورتوں میں سے اہم ضرورت ہے، اور اس کی اہمیت کا اندازہ قرآن کریم کی اس آیہ سے لگایا جاسکتا ہے۔ وَ جَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ۔(30:21) اور ہر جاندار کو پانی سے قرار دیا ہے۔ پانی بہت بڑی نعمت ہے، بد قسمتی ہے کہ ہم اس انمول نعمت کی قدر نہیں کر رہے اس عظیم نعمت کا نہ ہونا یا انسانی صحت کے اصولوں کے مطابق میسر نہ ہونا بھی غربت ہے۔ حدیث میں ہے: اِعْلَمْ يَا مُفَضَّلُ أَنَّ رَأْسَ مَعَاشِ الْإِنْسَانِ وَ حَيَاتِهِ الْخُبْزُ[12] ۔اے مفضل جان لو کہ! انسان کی زندگی کا اساسی سرمایہ روٹی اور پانی ہے۔ مکان اور رہنے کی جگہ بھی انسانی کی بنیادی ضرورتوں میں سے ایک ہے۔ ایک معاشرہ میں تمام افراد کے لئے مکان کا ہونا ضروری ہے کیونکہ مکان انسان کے آرام اور سکون کے لئے ضروری ہے اگر یہ حاصل نہ تو انسان زندگی کو آگے نہیں بڑھا سکتا اور وہ غربت میں مبتلا ہو جائے گا جب کسی کے پاس سر چھپانے کی جائے پناہ نا ہو تو یہ شخص مختلف جسمانی اور نفسیاتی بیماریوں اور منشیات میں گھر جائے گا۔

انسان کا وجود مادّی اور روحی کا مرکب ہے۔ اور یہ دونوں غربت کا شکار ہو جاتے ہیں جب ان کی ضروریات کو کسی بھی وجہ سے حاصل نہ کیا جاسکے۔ وجود مادّی جسم اور جان پر مشتمل ہے جبکہ وجود روحانی ایک مستقل شخصیت ہے۔ روح کا ایک اپنا مستقل وجود ہے، روح کی بھی آنکھیں ہیں، کان ہیں، عقل ہے، جسم کی ان تینوں چیزیں کا تعلق دماغ سے ہے جبکہ روح کی ان تینوں چیزوں کا تعلق دل سے ہے۔ قرآن مجید کی سورۃ حج میں ارشاد ہے۔ کیا یہ لوگ زمین میں سیر نہیں کرتے، پھر ان کے دل ہوتے جن سے وہ عقل لیتے یا کان جن سے وہ سنتے،

اندھی یہ آنکھیں نہیں ہوتیں بلکہ دل کی آنکھ اندھی ہو جاتی ہے۔ انسان ہونے کے ناطے جو چیز ہمیں دی گئی ہے، وہ روح ہے، روح کو نفس، دل، جان بھی کہا جاتا ہے۔[13] تخلیق آدم علیہ السلام سے لے کر آج تک ہر انسان جب اس دنیا میں آتا ہے تو اس کا کل سرمایہ صرف ایک مادّی وجود نہیں ہوتا، بلکہ وہ خدا کی طرف سے پھونکی گئی ایک اور شے بھی لے کر اس دنیا میں آتا ہے۔ اس پھونک (روح) کی حقیقت کو تو ہم متعین نہیں کر سکتے، البتہ یہ بات ہم جانتے ہیں کہ اس پھونک کے باعث انسان اپنے اندر ایک روحانی شعور اور شخصیت محسوس کرتا ہے جس کا ادراک مادّی جسم رکھنے والا کوئی دوسرا جانور نہیں کر سکتا۔

مادّی اور روحانی وجود، دونوں مل کر انسان کی بنیادی شخصیت کی صورت گری کرتے ہیں۔ اور دونوں حصوں کو غذا کی ضرورت ہوتی ہے نبی خداﷺ دعا کیا کرتے تھے: اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ الْهُدَى وَالتُّقَى وَالعَفَافَ وَالغِنَى [14] یعنی: "یا اللہ! میں تجھ سے ہدایت، تقویٰ، عفت اور تونگری کا سوال کرتا ہوں۔" اس حدیث میں غور کریں پہلے روح کی غذا جو کہ ہدایت، تقویٰ، عفت ہے کی دعا کی پھر مالدار ہونے کی۔ محمد بن علی فرماتے ہیں: لَا فَقْرَ كَفَقْرِ الْقَلْبِ وَ لَا غِنَى كَغِنَى النَّفْس[15]۔ روحی فقر سے بڑھ کر کوئی فقر نہیں اور نفس کی پہچان سے بڑھ کر کوئی ثروت نہیں۔ ایک اور مقام پر روحی غربت کو اصلی غربت کہا گیا ہے جیسے حضرت جعفر بن محمد علیہ السلام سے پوچھا گیا۔ الْفَقْرُ مِنَ الدِّينَارِ وَ الدِّرْهَمِ فَقَالَ لَا وَ لَكِنْ مِنَ الدِّينِ۔[16] غربت اور فقر درہم اور دینار کا نہ ہونا ہے؟ آپ نے جواب میں فرمایا نہیں بلکہ دین کا نہ ہونا غربت اور فقر ہے۔

غربت اور افلاس ایک بڑی مصیبت ہے اس کا صحیح اندازہ وہی لگا سکتا ہے جو اس پریشانی میں شب و روز گزار رہا ہوتا ہے۔ غربت چاہیے مادّی ہو یا روحانی اس کے کچھ نہ کچھ اسباب ضرور ہوتے ہیں۔ ان میں سے بعض وجوہات کا ذکر کیا جاتا ہے۔ جب ایک معاشرے میں علم و ہنر کی کمی ہو تو وہ معاشرہ کبھی ترقی نہیں کر سکتا۔ جب کسی فرد کو یہ ہی نہ معلوم ہو کہ اس نے اپنی زمین میں کیا اور کیسے بونا ہے تو وہ کیا کاٹے گا۔ نبی کریمﷺ ہر چیز علم رکھنے کا باوجود دعا فرماتے ہیں: رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا (114:20) ترجمہ: "پروردگار میرا علم بڑھا۔" جناب رسول خداﷺ نے فرمایا ہے: اطلبوا العلم ولو بالصين[17]، کہ علم حاصل کرنے کے لئے چین بھی جانا پڑے تو جاؤ۔ تعلیم اور ہنر کی کمی کی وجہ سے معاشرہ میں بہت سے مسائل جنم لیتے ہیں جن میں سے ایک غربت ہے۔ علم کی کمی روحانی غربت اور ہنر کا نہ ہونا مادّی غربت کا سبب ہوتا ہے۔

بیماری، جسم اور روح دونوں کو بے بس کر دیتی ہے اگر کوئی بیمار ہو جائے اور اس کے پاس اتنی مالی استعداد نا ہو کہ وہ دوا حاصل کر سکے تو یہ شخص یا خاندان غریب ہے اور ایک مالدار شخص علم رکھتے ہوئے بھی اس غریب

مریض کی مدد نہ کرے تو یہ امیر آدمی روحانی غربت میں مبتلا ہے۔ بہرحال مادّی اور روحانی صحت کا نہ ہونا بھی انسان کو غربت میں دھکیل دیتا ہے۔ وسائل کی غیر منصفانہ تقسیم کی وجہ سے دنیا میں امیر غریب کے درمیان خلیج بڑھتی جارہی ہے اسی وجہ سے امیر دن بدن امیر تر اور غریب انسان غریب تر ہوتا جارہا ہے۔ جب ضرورت مند انسان کو اس کی ضرورت میسر نہ ہو تو اس بات کا اندیشہ بڑھ جاتا ہے کہ وہ فساد کی لپیٹ میں آجائے۔ بقول آصف جاوید، غربت اور افلاس میں اضافہ کا موجب آبادی نہیں، بلکہ وسائل کی غیر منصفانہ تقسیم ہے۔

تاریخ انسانی کے کسی بھی دور میں یا اس وقت روئے زمین پر اگر کوئی آدمی رزق اور بنیادی ضروریات سے محروم ہے تو اس کا مطلب ہے۔ وافر مقدار میں خداداد وسائل معیشت رزق کی تقسیم کے نظام میں انصاف نہیں ہو رہا۔ فرمان باری تعالیٰ ہے: اور اگر تم ان (فریقین) کے درمیان فیصلہ کرو تو انصاف سے فیصلہ کرو، بے شک اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔ (42:5) اور انصاف نہ کرنے والا یا اس میں کوتاہی کا مرتکب معنوی غربت کا شکار ہے۔ غربت اور تنگدستی کا ایک سبب عزیز و اقرباء اور رشتہ داروں کے ساتھ قطع تعلّق کرنا ہے حضرت علی علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں: قطيعةُ الرّحم تورِثُ الفقرَ[18]؛ قطع رحمی کرنا فقر و تنگدستی کا سبب ہے۔

انسان اپنے جسم کی نشو ونما اور خطرات سے محفوظ رکھنے کے لئے مختلف امور سرانجام دیتا ہے جیساکہ جسم کو طاقت اور رکھنے کے لئے غذا اور موسموں کے اثرات سے اپنے آپ کو محفوظ کرنے کے لئے لباس کا ستعمال کرتا ہے۔ انسان کو اپنے کھانے، پینے، رہائش اور لباس کا معیار اپنی استطاعت کے مطابق رکھنا چاہیے۔ اس میں بے جا اسراف اور فضول خرچی نہ ہو۔ اسلامی نقطہ نظر میں ان سب میں اعتدال کا ہونا ضروری ہے۔ حضرت علیؑ ارشاد فرماتے ہیں إِنَّ اَلسَّرَفَ يُورِثُ اَلْفَقْرَ وَ إِنَّ اَلْقَصْدَ يُورِثُ اَلْغِنَى۔ فضول خرچی سے تنگدستی میں اضافہ ہوتا ہے اور میانہ روی سے بے نیازی میں اضافہ ہوتا ہے۔[19]

اپنے فرائض سے غفلت معاشرے کو تلخ بنا دیتی ہے۔ خصوصا جب امیر لوگ اپنی ذمہ داری کو فراموش کرنا شروع ہو جاتے ہیں اور ان کے اس عمل کی وجہ سے غربت میں کمی واقع نہیں ہو پاتی۔ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے اسی چیز کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا تھا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اہل ثروت پر ان کے مالوں میں اپنے معاشرے کے فقراء و مساکین کی معاشی حاجات کو بدرجہ کفایت پورا کرنا فرض قرار دیا ہے۔ چنانچہ یہ فقیر لوگ اگر بھوکے ننگے یا معاشی تنگی میں مبتلا ہوتے ہیں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اہل ثروت نے ان کے حق یا ان کے حصے کے وسائل رزق کو روک لیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ یہ امر لازم ٹھہرا رکھا ہے کہ بروز قیامت وہ ان اہل ثروت کا محاسبہ فرمائے گا اور فقراء کی اس حق تلفی پر انہیں عذاب دے گا۔[20]

ایک اور مقام پر فرمایا: إِنَّ اللَّهَ سُبْحَانَهُ فَرَضَ فِي أَمْوَالِ الْأَغْنِيَاءِ أَقْوَاتَ الْفُقَرَاءِ فَمَا جَاعَ فَقِيرٌ إِلَّا بِمَا مَنَعَ بِهِ غَنِيٌّ وَ اللَّهُ تَعَالَى جَدُّهُ سَائِلُهُمْ عَنْ ذَلِكَ۔[21] ترجمہ: "یقیناً اللہ تبارک و تعالیٰ نے مالداروں کے اموال میں سے غریبوں کا رزق فرض کیا ہے، لہٰذا کوئی فقیر بھوکا نہیں ہوتا مگر مالدار کے طمع کی بنا پر، اور اللہ تعالیٰ ان ثروت مندوں سے اس بارے میں ضرور پوچھے گا۔ فرمایا: فَذٰلِكَ الَّذِي يَدُعُّ الْيَتِيمَ، (2:107) یہ وہی (بدبخت) ہے، جو یتیم کو دھکے دیتا ہے، وَلَا يَحُضُّ عَلَى طَعَامِ الْمِسْكِينِ (107: 3) اور فقیر کو کھانا کھلانے کے لئے (لوگوں کو) ترغیب نہیں دیتا تھا۔

آج انسان کی خواہشات اور ہوس اتنی بڑھ چکی ہے کہ وہ چاہے ایک سیر بھی نہ کھا سکے مگر اپنے پاس ایک من دیکھنا چاہتا ہے۔ یہ آنکھوں کی ہوس کبھی پوری نہیں ہو سکتی۔ اس ہوس کو حدیث نبوی ﷺ کے مطابق قبر کی مٹی ہی پورا کرے گی۔ جب خواہشات بڑھتی ہیں تو انسان اس چیز کے حصول کے لئے یہ نہیں دیکھتا کہ اس پر کسی اور کا حق ہے اور جب حقدار کو اس کا حق نہ ملے تو وہ مادّی اور معنوی دونوں طرح سے مفلسی کا شکار ہو جاتا ہے۔

غربت اور تنگدستی نہ صرف انسان کے جسم بلکہ اس کی روح پر بھی اثر انداز ہوتی ہے۔ اگر معاشرہ میں غربت اور فقر غالب آجائے تو اس سے انسان کی انفرادی زندگی بلکہ اجتماعی زندگی میں بھی خلل پیدا ہو جاتا ہے۔ انسانوں کی زندگی میں مفلسی اور تنگدستی کا تسلسل بہت سے انحرافات اور فردی و اجتماعی مفاسد و مشکلات کا سرچشمہ ہے۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ غربت دماغی نشوونما پر اور ناکافی غذا، آلودگی اور رہائش کی نامناسب سہولیات دماغ کے طبعی اور نفسیاتی پہلوؤں پر منفی اثرانداز ہوتی ہیں۔[22]

مفلسی اور ناداری پہلے انسان کے اندر ناامیدی اور پھر سستی لے کر آتی ہے جس کی وجہ سے انسان کام و کاج سے اور عبادات سے دور ہو جاتا ہے۔ وان افتقر قنط ووهن اگر انسان مفلس اور تنگدست ہو جائے تو مایوس اور سست ہو جاتا ہے۔ اور رفتہ رفتہ انسان کے اعتقادات بھی کمزور ہو جاتے ہیں قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: كَادَ اَلْفَقْرُ أَنْ يَكُونَ كُفْراً ۔[23] کبھی مفلسی و تنگدستی کفر تک پہنچا دیتی ہے۔ غربت کے منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں، ایسے ہی غربت کا شمار ان بڑے اسباب میں ہوتا ہے جن سے شرافت ختم اور بے حیائی، چوری، رشوت، لوگوں کا مال ہڑپ کرنا عام ہوتا ہے، جبکہ جرائم کی شرح اور گھریلو لڑائی جھگڑوں میں اضافہ ہو جاتا ہے، بلکہ بسا اوقات قتل تک بھی نوبت پہنچ جاتی ہے۔

سوال ہو سکتا ہے کہ بہت سارے لوگ اوپر بیان کئے گئے غربت کے اسباب اور اثرات میں مبتلا ہوتے ہیں جیسے، ناانصافی، اسراف اور فضول خرچی، قطع رحمی، اپنے فرائض سے غفلت، سستی اور رشوت کا لینا اس کے باوجود بہت

سارے انسان بے انتہاء مالدار اور دولت مند ہوتے ہیں ایسا کیوں ہے؟ اس سوال کے جواب میں کہیں گے کہ ایسے افراد غربت کی دوسری قسم (غربت روحی) میں مبتلا ہوتے ہیں کہ جہاں مادّی ضروریات کی کوئی کمی نہیں ہوتی لیکن حسد، تکبر، بے رحمی، سرکشی اور اخلاقی فسادات کا شمار کرنا مشکل ہوتا ہے۔

غربت چاہیے مادّی ہو یا روحانی یہ صرف ایک مسئلہ ہی نہیں بلکہ اپنے ساتھ بہت سارے مسائل کو بھی جنم دیتی ہے۔ اس کا خاتمہ اور علاج اتنا ہی ضروری جتنا کسی موذی مرض کا۔ عوام کے مال جان اور ان کی ضروریات کی ذمہ داری حکومت وقت پر ہوتی ہے حکمران جتنے مخلص اور عوام دوست ہوں گے۔ عوام کے مسائل اور مشکلات اتنی کم ہوں گی۔ غربت کے خاتمے ایک اچھی حکومت کے قیام کے بغیر ترقی کی سمت میں سفر کا آغاز ممکن نہیں۔ اچھی حکومت کے قیام کے کئی عناصر ہوتے ہیں۔ اس میں سب سے اہم اور بنیادی عنصر عوام کی بنیادی ضرویات تعلیم، صحت، روٹی، کپڑا اور مکان وغیرہ شامل ہیں۔ کو پورا کرنا اور اس کا تسلسل ہوتا ہے۔

یا ایک اور حدیث میں بیان ہوا ہے السلطان ولي من لا ولي له۔[24] حکمران (یا حکومت) ہر اس آدمی کا سرپرست اور ذمہ دار ہے جس کا کوئی سرپرست نہ ہو۔ نیز فرمایا: إِنَّمَا يُوتَى خَرَابُ الارْضِ مِنْ إِعْوَازِ أَهْلِهَا وَ إِنَّمَا يُعْوِزُ أَهْلُهَا لاشْرَافِ أَنْفُسِ الْوُلاةِ عَلَى الْجَمْعِ وَ سُوءِ ظَنِّهِمْ بِالْبَقَاءِ وَ قِلَّةِ انْتِفَاعِهِمْ بِالْعِبَرِ۔[25] عوام کے لئے بنیادیں ضروریات (Basic Needs) زندگی کی فراہمی حکومت کی ذمہ داری ہے مثلًا روٹی، کپڑا، مکان، پانی وغیرہ۔ آپ نے مزید فرمایا کہ: حکومت اس شخص کی نگہبان ہے جس کا کوئی نگہبان نہیں۔[26]

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: اللہ نے دولت مندوں (بشمول حکومت) پر یہ فرض کیا ہے کہ وہ غریبوں کی بنیادی ضروریات کو مہیا کریں۔ اگر یہ بھوکے یا برہنہ یا کسی دوسری معاشی تنگ دستی میں مبتلا ہیں تو یہ صرف اس لیے کہ دولت مند (بشمول حکومت) اپنا فریضہ پورا نہیں کر رہا ہے۔ اس لیے قیامت کے دن اللہ ان سے اس بارے میں پوچھے گا اور اسی کے مطابق سزا دے گا۔[27]

عصر حاضر میں میڈیا دنیا کی ایک بڑی طاقت ہے جس نے معاشرہ کے افراد کو اپنے سحر میں اس انداز سے اپنا گرویدہ بنالیا ہے کہ اس کے بغیر انسان اپنے زندگی کو ادھورا سمجھ رہا ہے۔ اگر میڈیا لوگوں میں سنجیدگی کے ساتھ غربت کے مسئلہ کو پیش کرے اور اس کے اسباب واثرات کو سامنے لائے تو یقیناً غربت اور تنگدستی کے خاتمہ اور اس میں پیش رفت اور اچھے نتائج کی امید کی جا سکتی ہے۔ میڈیا لوگوں کو ناامید نہ کرے۔ بلکہ یہ امید دلائے کہ مستقبل، روشن اور پُر امید ہے دنیا ایک ایسے عصر کی طرف بڑھ رہی ہے جہاں انسان کو وہ مقام ملنے والا ہے کہ جس کا وہ حق دار ہے۔ یہ وہ دور ہو گا جو مجازی نہیں بلکہ حقیت پر مبنی ہو گا جہاں اقتصادیات مادّی اور معنوی اپنے عروج

پر ہوں گے۔ اور اس دور کی نشاندہی آیات اور روایات میں ہزاروں برس پہلے کی جا چکی ہے۔

الشَّيْطانُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَ يَأْمُرُكم بِالْفَحْشاءِ وَ اللهُ يَعِدُكُم مَغْفِرَةً مِنْهُ وَ فَضلاً وَ اللهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌO ترجمہ: "شیطان تمہیں تنگدستی کا وعدہ دیتا ہے اور بے حیائی کا حکم کرتا ہے اور اللہ تمہیں اپنی بخشش اور فضل کا وعدہ دیتا ہے اور اللہ بہت کشائش کرنے والا سب کچھ جاننے والا ہے۔" (268:2) حضرت رسول ﷺ نے عدی بن حاتم سے فرمایا: وَلَئِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ لَتَرَيَنَّ الرَّجُلَ يُخْرِجُ مِلْءَ كَفِّهِ مِنْ ذَهَبٍ أَوْ فِضَّةٍ يَطْلُبُ مَنْ يَقْبَلُهُ مِنْهُ ، فَلَا يَجِدُ أَحَدًا يَقْبَلُهُ مِنْه۔ ترجمہ: "اگر تمہاری زندگی نے تمہارے سے وفا کی تو تم ایک دن دیکھو گے انسان مٹھی بھر سونا اور چاندی لے کر اس کی تلاش میں نکلے گا کوئی اس سے یہ سونا و چاندی بطور صدقہ قبول کرلے لیکن وہ کسی ایک فرد کو بھی نہیں پائے گا جو اس کو لے۔[28]

اسلام ایک مکمل اور تا قیام قیامت باقی رہنے والا دین ہے، اس کے دستورات آفاقی اور ہمہ گیر ہیں، اس نے زندگی کے ہر شعبے کے لئے بہترین قانون مرتب کیا ہے تاکہ اس پر عمل پیرا ہو کر انسان دنیا و آخرت کی سعادتوں سے ہمکنار ہو سکے۔ قرآن کریم کی آیات اور حدیث کی طرف توجہ کی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ کس انداز سے غربا، مساکین اور ضرورت مند انسانوں کا خیال رکھنے اور ان سے غفلت برتنے کا انجام بیان کرتا ہے: فِي جَنَّاتٍ يَتَسَاءَلُونَ ترجمہ: "(کہ) وہ باغہائے بہشت میں (ہوں گے اور) پوچھتے ہوں گے۔" عَنِ الْمُجْرِمِينَ ترجمہ: "(یعنی آگ میں جلنے والے) گنہگاروں سے۔" مَا سَلَكَكُمْ فِي سَقَرَ ترجمہ: "کہ تم دوزخ میں کیوں پڑے؟۔" قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ ترجمہ: "وہ جواب دیں گے کہ ہم نماز نہیں پڑھتے تھے۔" وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِينَ ترجمہ: "اور نہ فقیروں کو کھانا کھلاتے تھے۔" (74: 40-44)

ایک اور مقام پر فرمایا: خُذُوهُ فَغُلُّوهُO ترجمہ: "(حکم ہو گا کہ) اسے پکڑ لو اور طوق پہنا دو۔" ثُمَّ الْجَحِيمَ صَلُّوهُO ترجمہ: "پھر دوزخ کی آگ میں جھونک دو۔" ثُمَّ فِي سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُونَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوهُO ترجمہ: "ہر زنجیر سے جس کی ناپ ستر گز ہے جکڑ دو۔" إِنَّهُ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللهِ الْعَظِيمِO ترجمہ: "یہ نہ تو خدائے جل شانہ پر ایمان لاتا تھا۔" وَلَا يَحُضُّ عَلَى طَعَامِ الْمِسْكِينِO ترجمہ: " اور نہ فقیر کے کھانا کھلانے پر آمادہ کرتا تھا۔" (69: 30-34) فَذَلِكَ الَّذِي يَدُعُّ الْيَتِيمَO ترجمہ: "یہ وہی (بدبخت) ہے، جو یتیم کو دھکے دیتا ہے۔" وَلَا يَحُضُّ عَلَى طَعَامِ الْمِسْكِينِO ترجمہ: "اور فقیر کو کھانا کھلانے کے لئے (لوگوں کو) ترغیب نہیں دیتا۔" (107: 2،3)

ان آیات میں پروردگار عالم نے مادّی اور معنوی دونوں کے بارے میں غفلت پر سخت سزا کا حکم فرمایا ہے ایک نماز

سے غفلت اور دوسرا نیاز مندوں کو کھانا نہ کھلانا نماز کی اسلام میں اہمیت کیا ہے اس بارے میں ہر مسلمان باخوبی آگاہ ہے۔ اسی طرح اسلام نے غریبوں اور مسکینوں کی مادّی ضرورت کو پر کرنے کی اہمیت کو بیان کیا ہے۔ بعض مفسرین نے ان آیات میں کھانا کھلانے سے مراد انسان کی بنیادی ضروریات کو پورا کرنا بیان فرمایا ہے۔[29]

اس وقت دنیا کے چالیس فیصد انسانوں کو مناسب اور مطلوب خوراک نہیں ملتی اور وہ غربت کا شکار ہیں ان آیات روایات کی روشنی میں یہ بات بڑے وثوق سے کی جاتی ہے کہ اگر ان پر عمل کیا جائے تو غربت مادّی اور معنوی میں قابل توجہ کمی ہو جائے گی۔ انسان رزق کی تلاش میں تو رہتا ہے لیکن یہ نہیں سوچتا کہ یہ رزق دینے والا ہے کون۔ جب انسان اس طرف متوجہ ہو گیا تو رزق ملنے پر بھی شکر کرے گا اور نہ ملنے کی صورت میں بھی شکوہ نہیں کرے گا۔انسان کو ہر حال میں اس کے فضل و کرم کی سعی اور رزق کے حصول میں اپنی تلاش جاری رکھنا چاہیے: فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِن فَضْلِ اللهِ وَاذْكُرُوا اللهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَO (10:62) ترجمہ: "پھر جب نماز ہو چکے تو اپنی اپنی راہ لو اور خدا کا فضل تلاش کرو اور خدا کو بہت بہت یاد کرتے رہو تاکہ نجات پاؤ۔"

اس آیہ شریفہ میں نماز کی ادائیگی کے فورا بعد رزق کے حصول کی ترغیب دلائی گئی ہے۔اور اس بات کی طرف توجہ بھی مبذول کرائی گئی ہے کہ انسان مادّی اور معنوی دونوں طرف متوجہ ہو جسم کی تقویت کے ساتھ ساتھ روح کی تقویت بھی لازمی ہے جو ذکر خدا سے حاصل ہوتی ہے۔اکثر انسان دنیا کی مال و دولت کی خاطر اپنے رب کو فراموش کر دیتے ہیں ایک اور مقام پر خدا وند متعال فرماتا ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ عَن ذِكْرِ اللهِ وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَO ترجمہ: "مومنو! تمہارا مال اور اولاد تم کو خدا کی یاد سے غافل نہ کردے۔ اور جو ایسا کرے گا تو وہ لوگ خسارہ اٹھانے والے ہیں۔(9:63) حضرت محمد ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: الکاسب حبیب الله؛ ہاتھ سے رزق کمانے والا اللہ کا دوست ہے۔

غربت و افلاس کے خاتمہ کا ایک اہم، اولین، بنیادی اور کلیدی ذریعہ یا عامل انسان کی ذاتی محنت بھی ہے جس کے بغیر بہت سے خام حالت میں خزائن الٰہی قابل منفعت نہیں بن سکتے۔ ہمارے معاشرے میں غربت و افلاس، تنگ حالی اور آمدنی و پیداوار میں کمی کا ایک سبب اس ذریعہ دولت (محنت) سے جی چرانا ہے۔ یہ محنت سے جی چرانا کچھ تو ذاتی سستی، کاہلی اور لاپرواہی کے باعث ہوتا ہے مگر زیادہ تر اس کا باعث ذریعہ معاش کے طور پر کوئی پیشہ اختیار کرنے اور ہاتھ سے کام کرنے کو حقیر و معیوب سمجھنا ہے۔

مقام غور ہے کہ اگر خالق کائنات نے انسان کے ساتھ ایک چھوٹا پیٹ لگایا ہے تو اس نے اس پیٹ کو بھرنے کے لئے دو ہاتھ، دو پاؤں، جسمانی قوت، سوجھ بوجھ اور دوسری مخلوق کے برعکس اسے عقلی و دماغی صلاحیتیں بھی عطا

فرمائی ہیں جنہیں کام میں لا کر زمین میں پھیلے ہوئے بے شمار رزق الٰہی کو بآسانی تلاش کیا جا سکتا ہے۔ غالباً اسی لئے ارشاد ہوا: هُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ ذَلُولًا فَامْشُوا فِي مَنَاكِبِهَا وَكُلُوا مِن رِّزْقِهِ وَإِلَيْهِ النُّشُورُO ترجمہ: "وُہی ہے جس نے تمہارے لیے زمین کو نرم و مسخر کر دیا، سو تم اس کے راستوں میں چلو پھرو، اور اُس کے (دیے ہوئے) رِزق میں سے کھاؤ، اور اُسی کی طرف (مرنے کے بعد) اُٹھ کر جانا ہے۔" (15:67) نبی پاک ﷺ نے فرمایا: ہاتھ سے کما کر کھانے سے بہتر کوئی کھانا نہیں ہو سکتا اور (یہی وجہ ہے کہ) اللہ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام (بادشاہ ہونے کے باوجود) ہاتھ سے کما کر کھاتے تھے۔[30]

غربت کا خاتمہ، اور تلاشِ رزق کے لئے کوشش، اسباب و وسائل بروئے کار لانا، شرعی حکم کی پاسداری ہے، جو کہ ایک اچھی عادت بھی ہے، اسی لئے اللہ تعالی نے فرمایا: فَامْشُوا فِي مَنَاكِبِهَا وَكُلُوا مِن رِّزْقِهِ وَإِلَيْهِ النُّشُورُO ترجمہ: "دنیا کے [معاشی] راستوں میں دوڑ دھوپ کرو، اور اللہ کے رزق میں سے کھاؤ، اسی کی طرف واپس جانا ہے۔" (15:67) باہمی ایثار و اخوت غربت کو ختم کرنے میں بڑی مدد و معاون ثابت ہو سکتی ہے۔ کسی بھی انسانی معاشرے میں لوگوں کے درمیان معاشی تفاوت کا پایا جانا یعنی بعض کا صاحبِ ثروت و دولت اور امیر و غنی ہونا بعض کا ضرورت مند اور غریب و مفلس ہونا ایک فطری امر ہے اور اس میں خالق کائنات کی حکمتیں اور مصلحتیں پوشیدہ ہیں۔

مادّی وسائل کو انسانی خدمت میں وقف کر دینا اور یہ سمجھنا کہ الٰہی اقتصادیات کا اہم جز ہے۔ اور جو مادّی وسائل خدائے تعالیٰ سے غافل کرنے کا موجب ہوں وہ روحانیت کے حریف ہیں اور جن وسائل سے مخفی ہستی پیشِ نظر رہے وہ دین بھی ہے اور دنیا بھی۔ فرمانِ الٰہی ہے: وَمَا تُقَدِّمُوا لِأَنفُسِكُم مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ عِندَ اللَّهِ هُوَ خَيْرًا وَأَعْظَمَ أَجْرًاO ترجمہ: "جو کچھ بھلائی تم اپنے لیے آگے بھیجوگے اسے اللہ کے ہاں موجود پاؤگے، وہی زیادہ بہتر ہے اور اس کا اجر بہت بڑا ہے۔" (20:73)

الٰہی اقتصاد میں بار بار حلال، جائز اور طیب رزق کمانے کی ترغیب دلاتے ہوئے انہیں غربت و مفلسی سے بچانے کی کوشش کی گئی ہے۔ ارشاد خداوندی ہے: وَكُلُواْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّهُ حَلاَلاً طَيِّبًا وَاتَّقُواْ اللّهَ الَّذِيَ أَنتُم بِهِ مُؤْمِنُونَO ترجمہ: "اور جو حلال طیّب روزی خدا نے تم کو دی ہے اسے کھاؤ اور خدا سے ڈرتے رہو جس پر ایمان رکھتے ہو۔" (88:5) كُلُوْا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَلَا تَطْغَوْا فِيهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِيْ ۖ وَمَنْ يَّحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِيْ فَقَدْ هَوٰى (135:20) ترجمہ: کھاؤ جو ستھری چیزیں ہم نے تمہیں دی ہیں اور اس میں حد سے نہ گزرو کہ پھر تم پر میرا غضب نازل ہوگا، اور جس پر میرا غضب نازل ہوا سو وہ گڑھے میں جا گرا۔

قال رسولُ اللهﷺ: طَلَبُ الحلالِ فَرِيضَةٌ عَلَي كُلِّ مُسلِمٍ و مُسلِمهٍ» رزق حلال تلاش کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔[31] حدیث نبویﷺ ہے کہ: العبادة سبعون اجزاء افضلها طلب الحلال۔عبادت کے ستر جزء ہیں ان میں سب سے بہتر حلال طریقوں سے رزق حاصل کرنے کی طلب ہے۔[32] مادّیت میں اگر حلال و حرام جائز و ناجائز طیب اور خبیث کی تمیز رہے تو مادّیت بھی روحانیت کے سانچے میں ڈھل جاتی ہے۔

صاحب حیثیت حضرات کو دلنشین انداز میں ایثار و انفاق کی تلقین کی گئ۔انہیں ذہنی و قلبی طور پر غرباء کی رضا کارانہ مالی امداد و تعاون پر ابھارا گیا۔ کیونکہ جب تک کسی معاشرے میں ذہنی و قلبی تبدیلی نہیں آجاتی اس وقت تک اس میں کوئی تبدیلی رونما اور انقلاب بپا کرنا آسان نہیں ہوت: وَفِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِO ترجمہ: "اور ان کے مال میں مانگنے والوں اور نہ مانگنے والوں دونوں کا حق ہوتا ہے۔" (19:51) رسول اللہﷺ فرماتے ہیں:قول ابغوني الضعفاء فإنما ترزقون وتنصرون بضعفائكم ترجمہ: "میری رضا اپنے کمزور لوگوں کے ساتھ احسان کرکے حاصل کرنے کی کوشش کرو کیونکہ تمھیں اپنے کمزور اور ضعیف لوگوں کی وجہ سے (مال و دولت) رزق اور نصرت ملتی ہے۔"[33]

کچھ انسان اس وجہ سے بھی غربت کا شکار ہو جاتے ہیں کیونکہ یہ کام ان کے معیار کے مطابق نہیں ہے لیکن جب ہم انبیاء علیہم السلام کی زندگیوں کا مطالعہ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے وہ ایسے کام کاج کو اپنی زندگی بسر کرنے کے لئے اپنا لیتے تھے جنہیں بظاہر انسان اپنے شیان شان نہیں سمجھتا جبکہ انبیاء علیہم السلام انسانی معیار کے سب سے بڑے عہدہ پر فائز تھے اور کوئی انسان قیامت تک ان کی برابری نہیں کر سکتا۔اور رزق کے حصول کے لئے کوشار ہنا ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جانا عقلمندی نہیں، انسان جتنی کوشش کرتا ہے اس کو مطابق ملتا ہے: وَأَن لَّيْسَ لِلْإِنسَانِ إِلَّا مَا سَعَىO ترجمہ: "اور یہ کہ انسان کو وہی ملتا ہے جس کی وہ کوشش کرتا ہے۔" (39:53)

غربت کے خاتمہ کے لئے ہر صاحب حیثیت انسان کو متلاشی رہنا چاہیے۔ جس کے پاس زمین ہے وہ زراعت کے ذریعہ، جس کو مال کی فروانی ہے وہ تجارت کے ساتھ اور جو دولت کی نعمت سے فیضیاب ہے وہ قرض الحسنہ دے کر غریب شخص کو اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کے موقع دیں۔ نبی کریمﷺ نے ایک بے روزگار نوجوان صحابی کی وقتی طور پر مدد کرنے کی بجائے اس کا کمبل اور پیالہ بولی میں دو درہم کا فروخت کیا۔ایک درہم سے اس کے اہل خانہ کے لئے کھانے پینے کا سامان اور دوسرے سے کلہاڑی خرید کر اور خود دست نبوت سے اس میں دستہ لگا کر اسے لکڑیاں کاٹنے اور بازار بیچنے کے کاروبار پر لگایا۔[34]

آپؐ نے بچپن میں مکہ مکرمہ کے مقام جیاد پر خود بکریاں چرا کر چرواہوں کو عزت بخشی اور بعد میں نہ صرف اس کا فخریہ اظہار فرمایا بلکہ ذہنی اصلاح کے لئے امت کو یہ بھی بتایا کہ بکریاں چرانا کوئی معیوب اور حقیر پیشہ نہیں بلکہ یہ وہ معزز پیشہ ہے جسے ہر نبی محتشم نے اختیار فرمایا۔ ایک موقعہ پر ارشاد فرمایا: "تم میں سے کسی ایک کا اپنی پیٹھ پر لکڑیوں کا گٹھا اٹھانا یعنی لکڑیاں بیچ کر کمانا اس بات سے کہیں بہتر ہے کہ وہ لوگوں کے سامنے دست سوال دراز کرے پھر اسے کوئی دے یا نہ دے۔[35] آپؐ نے ایک مزدور صحابی کے ہاتھوں کو اپنے لب ہائے مبارک سے بوسہ دیا اور فرمایا: "یہ وہ ہتھیلیاں ہیں جنہیں اللہ محبوب رکھتا ہے۔"[36]

قرآن کریم اور احادیث نے ہمیں یہ ترغیب بھی دی ہے کہ اگر کسی جگہ محنت کے باوجود روزگار کے حصول کے مناسب اور معقول مواقع نہ ہوں تو اللہ کی وسیع زمین میں کسی دوسری جگہ ہجرت کر جاؤ اللہ کریم تمہیں وہاں خوشحالی اور وسعت عطا فرمائیں گے۔ ارشاد فرمایا: وَمَن يُهَاجِرْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يَجِدْ فِي الْأَرْضِ مُرَاغَمًا كَثِيرًا وَسَعَةً ○ ترجمہ: "اور جو کوئی اللہ کی راہ میں گھر بار چھوڑ کر نکلے وہ زمین میں (ہجرت کے لئے) بہت سی جگہیں اور (معاش کے لئے) کشائش پائے گا"۔(100:4)

امام شافعیؒ فرماتے ہیں: تَغَرَّب عَنِ الأَوطانِ في طَلَبِ العُلا وَسافِر فَفي الأَسفارِ خَمسُ فَوائِدِ تَفَرُّجُ هَمٍّ وَاكتِسابُ مَعيشَةٍ وَعِلمٌ وَآدابٌ وَصُحبَةُ ماجِدِا۔ ترجمہ: "بلند مرتبہ حاصل کرنے کے لئے اپنے وطن سے دوری حاصل کرو اس سفر میں پانچ فوائد ہیں: غم دور ہوتا ہے، رزق و روزی حاصل ہوتی ہے، علم ملتا ہے، زندگی کے آداب حاصل ہوتے ہیں اور بزرگوں کی محفل و ہم نشینی ملتی ہے۔

کسی بھی فرد، قوم اور ملک کی ترقی و خوش حالی، میں ایک بڑا کردار محنت کش افراد کا ہوتا ہے ان کو غلام سمجھنے کے بجائے اگر محسن سمجھا جائے یعنی اس بات کو ذہن نشین کر لیا جائے کہ ہم جو غذا کھاتے ہیں اس میں ایک بڑا حصہ ان لوگوں کی محنت اور مشقت کی وجہ سے ہے لہٰذا ان کی ضروریات اور ان کے مسائل کا حل فوری نکالا جائے اور اجرت کو موقع پر ہی ادا کر دیا جائے تو غربت سے کافی حد تک چھٹکارا مل سکتا ہے۔ اس بات کو سمجھنا لازمی ہے کہ اگر زندگی کے کچھ حصہ میں انسان پر رزق تنگ ہو جائے تو فوراً مایوس و ناامید نہیں ہونا چاہیے بلکہ اس طرف متوجہ رہے کہ ہو سکتا ہے یہ امتحان الٰہی ہو۔ رزق کا امتحان اقتصاد الٰہی کا اہم جز ہے اور یہ امتحان ممکن ہے رزق کی فراوانی سے ہو یا رزق کی تنگی کے ساتھ: فَأَمَّا الْإِنسَانُ إِذَا مَا ابْتَلَاهُ رَبُّهُ فَأَكْرَمَهُ وَنَعَّمَهُ فَيَقُولُ رَبِّي أَكْرَمَنِ ○ ترجمہ: "مگر انسان (عجیب مخلوق ہے کہ) جب اس کا پروردگار اس کو آزماتا ہے تو اسے عزت دیتا اور نعمت بخشتا ہے۔ تو کہتا ہے کہ

(آہا) میرے پروردگار نے مجھے عزت بخشی۔ (15:89) نیز فرمایا: أَنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ O ترجمہ: "اور جان رکھو کہ تمہارا مال اور اولاد بڑی آزمائش ہے اور یہ کہ خدا کے پاس (نیکیوں کا) بڑا ثواب ہے۔ (28:8)
ان آیات سے واضح ہوتا ہے کہ انسان تنگدستی اور مفلسی کو خدائی آزمائش کا ذریعہ سمجھے تو یہ عقیدہ اسے مفلسی اور تنگدستی کو آسانی کے ساتھ برداشت کرنے میں موثر واقع ہوگا اور اسے غربت کے خطرات اور برے اثرات سے محفوظ رکھے گا۔ یہ بات عدل و انصاف اور اسلام کے مزاج کے خلاف ہے کہ کچھ لوگ تو ضروری خورد و نوش، لباس، تعلیم، علاج معالجہ کی بنیادی ضروریات سے بھی محروم ہوں اور ساتھ ہی ایک طبقہ عیش و عشرت فضول خرچیوں سے ان غربت کے مارے لوگوں کے زخموں پر مزید نمک چھڑکے۔
ارشاد ربانی ہے: وَفِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ O ترجمہ: "اور ان کے مال میں مانگنے والے اور نہ مانگنے والے (دونوں) کا حق ہوتا تھا۔" (19:51) غربت اور افلاس کے خاتمہ کا اہم ترین ستون زکوۃ، صداقات و خیرات ہے اس شرط کے ساتھ کے اس کی ادائیگی اور صحیح استعمال کیا جائے۔ قرآن مجید اور حدیث اس امر کو بجا لانے اور مستحق تک پہنچانے کی بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے۔ اور ان کے ادا کرنے والوں کو دنیا اور آخرت میں کامیابی کی نوید دی گئی ہے اور جب یہ مال غریب اور مفلس تک پہنچتا ہے تو اس کی معاشی حالت بہتر ہو جاتی ہے یوں معاشرے میں غربت اور اس کے اثرات میں نمایاں کمی واقع ہوتی ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:
إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ فَرِيضَةً مِّنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ O ترجمہ: "صدقات (یعنی زکوۃ و خیرات) تو مفلسوں اور محتاجوں اور کارکنان صدقات کا حق ہے اور ان لوگوں کا جن کی تالیف قلوب منظور ہے اور غلاموں کے آزاد کرانے میں اور قرضداروں (کے قرض ادا کرنے میں) اور خدا کی راہ میں اور مسافروں (کی مدد) میں (بھی یہ مال خرچ کرنا چاہیئے یہ حقوق) خدا کی طرف سے مقرر کر دیئے گئے ہیں اور خدا جاننے والا (اور) حکمت والا ہے۔" (60:9)
ایک اور جگہ ارشاد فرماتا ہے: إِنَّ الَّذِينَ يَتْلُونَ كِتَابَ اللَّهِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَنفَقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً يَرْجُونَ تِجَارَةً لَّن تَبُورَ ترجمہ: "جو لوگ خدا کی کتاب پڑھتے اور نماز کی پابندی کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے پوشیدہ اور ظاہر خرچ کرتے ہیں وہ اس تجارت (کے فائدے) کے امیدوار ہیں جو کبھی تباہ نہیں ہوگی۔ (29:35)
اِنَّ اللّٰہَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً فِيْ اَمْوَالِهِمْ تُؤْخَذُ مِنْ اَغْنِيَائِهِمْ وَتُرَدُّ اِلٰى فُقَرَآءِهِمْ۔[37] اللہ تعالیٰ نے ان کے مال میں زکوۃ واجب ٹھہرائی ہے جو سرمایہ داروں سے لے کر ان کے ناداروں اور فقراء میں تقسیم کی جائے۔

خلاصہ، نتیجہ اور سفارشات

گذشتہ صفحات کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ غربت کی ایک قسم نہیں بلکہ غربت کی دو قسمیں ہیں۔ مادّی غربت اور روحانی غربت اور دونوں کا تعلق انسان سے ہے۔ البتہ مادّی غربت کا شکار حیوانات بھی ہو سکتے ہیں لیکن روحانی غربت صرف انسان سے وابستہ ہے۔ الٰہی اقتصادیات (Divine Economics) ان دونوں غربتوں کے اسباب، اثرات اور اس کے خاتمہ کا راہ حل بیان کرتی ہے۔ اس مقالہ میں عصری اقتصادیات اور الٰہی اقتصادیات دونوں کے تناظر میں مسئلہ غربت کو دیکھا گیا ہے۔ اور اس نئے نظریہ سے فکر کی ایک نئی امید اور روشنی ملی ہے کہ انسان کی مادّی غربت اور افلاس کے دور کرنے کے ساتھ ساتھ اس کی روحانی غربت کو بھی دور کیا جانا چاہیے۔

1- مضبوط معیشت سے مادّی غربت ختم کرنے میں مدد ملتی ہے اور قوی روح سے انسان کو ہر قسم کی غربت اور افلاس سے ناامید ہونے سے بچایا جا سکتا ہے۔

2- اقتصادیات الٰہی (Divine Economics) نے انسانی اعلیٰ اقدار کے فروغ کی طرف متوجہ کیا ہے جیسے، باہمی ایثار و اخوت، راہ اعتدال، کسب و کار، انصاف اور حکومتی ذمہ داریاں کی تکمیل وغیرہ۔ لہٰذا غربت کے خاتمہ کے لئے جو اصول الٰہی اقتصادیات نے بیان کئے ہیں انہیں معاشیات کی تعلیم و تدریس میں موزوں مقام دینا ہوگا۔

3- غربت اور افلاس کے اسباب اور اثرات اور ان کا راہ حل کا شعور لوگوں میں اجاگر کرنا مفید ثابت ہو سکتا ہے۔

الٰہی اقتصادیات پر عمل درآمد انسان کو ایک ایسے مستقبل کی نوید سناتا ہے جس میں نہ تو کوئی شخص مادّی غربت سے تنگ آکر اپنی اولاد کو قتل کرے گا اور نہ ہی کوئی انسان روحانی غربت کی وجہ سے کسی پر ظلم، ناانصافی اور دوسری برائیوں کا مرتکب ہوگا بلکہ دنیا کے لوگ اپنے مذاہب اپنی ثقافتوں اور اعلیٰ اقدار پر عمل کے ذریعہ ایک عالمی آفاقی معاشرے کی تشکیل میں ایک دوسرے کے مددگار ہوں گے۔ **إِنَّهُمْ يَرَوْنَهُ بَعِيداً وَنَراهُ قَرِيباً** ترجمہ: "(وہ اس زمانے کو دور اور جبکہ ہم اس کو قریب دیکھتے ہیں)"۔ البتہ ایسے آئیڈیل عالمی معشیت کے قیام کے لئے ماہرین اقتصاد کو ہر قسم کے تعصّبات سے بلند ہو کر اعلیٰ انسانی اقدار پر مبنی معاشی پالیسوں اور نظریات پر مشترکات کی بنیاد پر کام کرنا ہوگا۔

*****

References

1. Muhammad bin Hussain, Sharif al-Razi, *Nahj al-Balaghah* (Qum, Hijrat, 1414 AH), Hikmat: 154.

محمد بن حسین، شریف الرضی، *نہج البلاغہ* (قم، ہجرت، 1414ق)، حکمت: 154۔

2. Hamdani, Sysed Nisar Hussain (1999), *Towards a Theory of Divine Economics*, PhD Seminar, Department of Economics, Quaid-i-Azam University Islamabad.

3 . http://www.divine-economics.org.

4. Maulvi, Noor-ul-Hasan Nair, *Noor-ul-Lughat*, (Lucknow, Isha'at-ul-Uloom Press, 1931).

مولوی، نورالحسن نیر، *نوراللغات*، (لکھنو، اشاعۃالعلوم پریس، 1931)۔

5. Maulvi Ferozeuddin, *Jamia Feroze Al-Lughat Urdu* (Karachi, Feroze Sons (Pvt.) Ltd. 4th Edition, 2011).

مولوی فیروزالدین، *جامع فیروز اللغات اردو* (کراچی، فیروز سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ، چوتھی اشاعت 2011)۔

6. Poverty Oxford English Dictionary/definition/

7. United Nations Definition of Poverty,1998.

8 ۔اقوام متحدہ کے اقتصادی اور سماجی کمیشن برائے ایشیاء اور بحرالکاہل (ESCAP)

9۔بزنس ڈکشنری۔

10. Abu Eesa Muhammad Ibn Eesa Ibn Sura, Al-Tirmizi, *Sunan Al-Tirmizi* (Egypt, Shirkah Maktaba wa Mutaaba Mustafa Al-Balbi Al-Halabi, 1395 SH), Chapter "Bab-Alzuhd", Hadith: # 38.

ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورہ، الترمذی، *سنن الترمذی* (مصر، شرکہ مکتبہ ومطعبہ مصطفیٰ البالبی الحلبی، 1395ھ)، باب الزھد، حدیث نمبر: 38۔

11. Muhammad Mehdi, Asgari, Barsi Mahfom Faqer az Manzar Qur'an wa Rawiat, Nasheria: Mutaliyat Quran wa Hadith, Shuma (5), Tehran, (1388): 3, 4.

محمد مہدی، عسگری، بررسی مفہوم فقر از منظر قرآن و روایات، نشریہ: مطالعات قرآن و حدیث، شمارہ: 5، تہران، سال: 1388۔)، 3و4۔

12. Mufazl bin Umar, *Tauheed al-Mafsaal*, Tarjma: Muhammad Baiqer Majlisi, Tehqiqi: Baqir Baid Hindi (Tehran, Wazarat Irshad, 1379 SH), 87.

مفضل بن عمر، توحید المفضل؛ترجمہ محمد باقر مجلسی، تحقیق باقر بید ہندی، (تہران، وزارت ارشاد، 1379ش)، 87۔

13. Maulvi Ferozeuddin, *Jamia Feroze Al-Lughat Urdu*, 726.

مولوی فیروزالدین، جامع فیروز اللغات اردو، 726۔

14. Abul Qasim, Payandah, *Nahj al-Fasahat* (Majmoah Kalmaat Qisaar Hazrat Rasool (PBUH), Vol. 1 (Tehran, Duniya Danish, 2003), 253.

ابوالقاسم، پاینده، نہج الفصاحۃ (مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ)، ج 1 (تہران، دنیای دانش، 2003)، 253۔

15. Muhammad Raza wa Hakimi, Hakimi, *Al-Hayat*, Tarjma: Ahmad Aram, Vol.3 (Tehran, Intasharat Dalil Ma, 1382 SH), 479.

محمد رضا و حکیمی، حکیمی، الحیاۃ، ترجمہ: احمد آرام، ج3 (تہران، انتشارات دلیل ما، 1382ش)، 479۔

16. Muhammad bin Yaqoob bin Ishaq, Kulini, *Al-Kafi*, Vol. 2 (Tehran, Kitab Foroshy Illimieh Islamiya, 1369 SH), 266.

محمد بن یعقوب بن اسحاق، کلینی، الکافی، ج2 (تہران، کتاب فروشی علمیہ اسلامیہ، 1369ش)، 266۔

17. Muahmad Baqir, Majlisi, *Bihar al-Anwar*, Vol. 1, Chaap. II (Beirut, Dar Ihya Al-Tarath al-Arabi, 1404 AH), 180.

مجلسی، محمد باقر، بحار الانوار، ج۱، چاپ دوم (بیروت، دارإحیاء التراث العربی، 1404ھ ق)، 180۔

18. Muhammad Baqir bin Muhammad Taqi, Majlisi, *Bihar al-Anwar*, Vol. 71 (Beirut, Dar Ihyaya al-Tarath al-Arab, 1403 AH), 91.

محمد باقر بن محمد تقی، مجلسی، بحار الانوار، ج71 (بیروت، دارإحیاء التراث العرب، 1403ق)، 91۔

19. Kulini, *Al-Kafi*, Vol. 4, 53.

کلینی، الکافی، ج4، 53۔

20. Ibn Hazam, al-Andalusi, Abu Muhammad Ali ibn Ahmad ibn Sa'id, *al-Mahli al-Ashar*, Vol.3 (Beirut, Dar al-Fiker, 1329 SH), 455.

ابن حزم، الاندلسی، ابو محمد علی بن احمد بن سعید، المحلی الاثار، ج3 (بیروت، دار الفکر، 1329)، 455۔

21. Ibn Abi al-Hadid, *Sharh Nahj al-Balaghah*, Vol. 19 (Qum, Darahiya al-Kitab al-Arabiyyah, 1387 SH), 240.

ابن ابی الحدید، شرح نہج البلاغہ، ج 19 (قم، داراحیاء الکتب العربیۃ، 1387ھ)، 240۔

22. Dr. Muhammad Yusuf, Al-Qaradawi, *Miskhalat al-Faqr wa Keef al-Azaha fi al-Islam*, (Beirut, Al-Aqsa School, Dar al-Arabiyyah, 1386 SH), 30.

ڈاکٹر محمد یوسف، القرضاوی، *مشکلۃ الفقر و کیف عالجھا فی الاسلام*، (بیروت، مکتبہ الاقصیٰ، دار العربیہ، 1386ش)، 30۔

23. Kulini, *Al-Kafi*, Vol. 2, 307.

کلینی، *الکافی*، ج2، 307۔

24. Sajistani, Abu Dawood Sulaiman bin Ash'ath bin Ishaq, *Sunan Abu Dawood*, Baab Fi Al-Wali (Riyadh, Dar es Salaam, 1429 AH), Hadith: # 2085.

سجستانی، ابوداود سلیمان بن اشعث بن اسحاق، *سنن ابو داوٗد*، باب فی الولی (الریاض، دارالسلام، 1429ھ)،)، رقم الحدیث: 2085۔

25. Sharif al-Razi, *Nahj al-Balaghah*, Hikmat: 53.

شریف الرضی، *نہج البلاغہ*، حکمت: 53۔

26. al-Andalusi, *al-Mahli al-Ashar*, 456.

الاندلسی، *المحلی الاثار*، 456۔

27. Sajistani, *Sunan Abu Dawood*, , Hadith: # 68.

سجستانی، *سنن ابوداود*، ج3، 68۔

28. Abu Abdullah Muhammad bin Ismail, Bukhari, *Sahih al-Bukhari*, Kitab al-Manaqib (Riyadh, Dar al-Salaam, 1419 AH), Hadith: # 3350.

ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، بخاری، *صحیح البخاری*، کتاب المناقب (الریاض، دار السلام، 1419ھ)، رقم الحدیث: 3350۔

29. Syed Muhammad Hussain, Tabatabai, *Al-Mizan fi Tafsir al-Qur'an*, Vol. 20 (Qum, Nasher Ismailian Dar Kitub al-Islamiya, 1402 AH), 180.

سید محمد حسین، طباطبائی، *المیزان فی تفسیر القرآن*، ج20 (قم، ناشر اسماعیلیان دار الکتب الاسلامیہ، 1402ق)، 180۔

30. Bukhari, *Sahih al-Bukhari*, Kitab al-Zakaat, Vol. 2, p536, Hadith: # 1205.

بخاری، *صحیح البخاری*، کتاب الزکوۃ، ج 2، صفحہ 536، رقم الحدیث: 1205۔

31. Majlisi, *Bihar al-Anwar*, Vol. 100, 9.

مجلسی، *بحار الانوار*، ج100، 9۔

32. Kulini, *Al-Kafi*, Vol. 5, 78.

کلینی، *الکافی*، ج5، 78۔

33. Al-Tirmizi, *Sunan Al-Tirmizi*, Hadith: # 1702.

الترمذی، سنن الترمذی، رقم الحدیث:1702۔

34. Muhammad bin Abdul-Allah, Khatib Tabrizi, *Mishkwat al-Masabih*, Baab Min Latahl lah al-Masila (Beirut, Al-Muktab al-Islami, 1985), 163.

محمد بن عبداللہ، خطیب تبریزی، مشکوۃ المصابیح، باب من لاتحل لہ المسئلہ (بیروت، المکتب الاسلامی، 1985ء)، 163۔

35. Ibid, Vol.2, P721, Hadith: # 1042.

ایضاً، ج2، صفحہ 721، رقم الحدیث: 1042۔

36. Abu al-Qasim Sulaiman bin Ahmad, Tabarani, *Al-Mu'jam al-Awsat Lil-Tabarani*, Vol. 8 (Cairo, Dar al-Harameen, 1995), 380, Hadith: # 8934.

ابوالقاسم سلیمان بن احمد، طبرانی، المعجم الاوسط للطبرانی، ج8 (قاہرہ، دارالحرمین، 1995ء)، 380، رقم الحدیث:8934۔

37. Khatib Tabrizi, *Mishkwat al-Masabih*, 155.

خطیب تبریزی، مشکوۃ المصابیح، 155۔